شاہنشاہ کے متعلق جو بھی معلومات ملتی ہیں ان کا ایک تذکرہ لازمی و ضروری ہے۔ شاہجہاں جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے دخترِ رز سے اپنا دامن بچا نہ سکا۔ اس کا شراب سے دوچار ہونے کا واقعہ صرف تاریخی ہی نہیں بلکہ دلچسپ بھی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عمر کے چوبیس سال تک شاہجہاں نے اپنے آپ کو شراب سے بچائے رکھا تھا گویا عمر کا بہترین حصہ اس نے بہتر سے بہتر طریقہ پر گذارا اور بلاشبہ وہ تادمِ آخر شراب سے اجتناب کرتا لیکن اس کے باپ جہانگیر نے اسے شراب سے دوچار کیا جس کا ذکر جہانگیر خود اپنی تزک میں تفصیلاً کرتا ہے اس کا بیان ہے کہ شاہجہاں جس وقت چوبیس سال کا تھا اس کا جشنِ وزن منایا گیا۔ اس موقع پر جہانگیر نے اس سے کہا کہ وہ صاحبِ اولاد ہے اب وہ چند موقعوں پر مثلاً روزہائے جشن اور نوروز کے موقع پر شراب پیا کرے لیکن اعتدال کا پہلو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ اس ضمن میں جہانگیر بوعلی کے اشعار بھی نقل کرتا ہے جو اس خیال کے طرفدار ہیں۔ جہانگیر کا بیان یوں ہے۔

"در بیست و پنجم روز جمعہ وزن فرزند خرم واقع شد تا سال حال کہ سنش بہ بیست و چہار سالگی رسید و کد خدا ئیہا کردہ و صاحب فرزندان شدہ اصلاً بہ خوردنِ شراب آلودہ نہ ساختہ بود دریں روز کہ مجلس وزن او بود گفتم کہ بابا صاحب فرزندان شدہ و بادشاہان و بادشاہزادگان شراب خوردہ اند امروز کہ روزِ جشن وزن تست بتو شراب میخورانیم و رخصت میدہیم کہ در روزہائے جشن و ایام نوروز و مجلسہائے بزرگ میخوردہ باشی اما طریقہ اعتدال مرعی داری کہ خوردن باندازہ کہ عقل را زائل کند دانایان روا نداشتہ اند و میباید کہ از خوردن آں غرض نفع و فائدہ باشد و بوعلی کہ بزرگ طبقہ حکما و اطباست ایں رباعی را بنظم در آوردہ :

می دشمنِ مست و دوستِ ہوشیار است   اندک تریاق و بیشش زہر مار است
در بسیارش مضرت اندک نیست   در اندک او منفعت بسیار است [1]

لیکن شاہجہاں نے بہت جلد اسے ترک کر دیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ شاہجہاں نے شراب سے اسی طرح توبہ کی جیسے اس کے جد امجد بابر نے کی تھی چنانچہ اس ضمن میں بنارسی پرشاد کے الفاظ قابلِ ذکر

[1] تزک جہانگیری ص ۱۵۱

ہیں۔ مورخ موصوف کا ماخذ قزوینی کی تاریخ بادشاہنامہ ہے مورخ کا بیان حسب ذیل ہے

"He always held Babur and Timur as Ideal and Followed the example of his ancestors by Taking a vow never to touch wine again. His entire stock of wine was ordered to be thrown in to the chambal, and the Precious cups of Gold and silver were broken and were distributed among the Poor and needy." لے

شاہجہاں نے اس کے علاوہ یہ بھی موزوں سمجھا کہ اس مہلک شے کو اپنی رعایا سے دور رکھے چنانچہ اس نے ایک شاہی فرمان جاری کیا جس کی رو سے شراب کو اپنی حکومت میں ممنوع کر دیا اور ان لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔ جنہوں نے شاہی فرمان کی خلاف ورزی کی۔

غلامانِ اسلام

تالیف مولانا سعید احمد صاحب ایم اے رفیق ندوۃ المصنفین

اسّی کے قریب ان صحابۂ تابعین، تبع تابعین، فقہا اور محدثین اور اربابِ کشف و کرامات اور اصحابِ علم و ادب کے سوانح حیات اور کمالات و فضائل بڑی تحقیق و تلاش سے جمع کئے گئے جنہوں نے غلام یا آزاد غلام ہوتے کے باوجود ملت کی عظیم الشان خدمتیں انجام دیں۔ جنھیں اسلامی سوسائٹی میں عظمت کی کرسی پر بٹھایا گیا اور جن کے علمی، تاریخی، مذہبی اور اصلاحی کارنامے اس قدر شاندار اور روشن ہیں کہ ان کی غلامی پر آزادی کو بھی رشک آتا ہے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی محققانہ دلچسپ اور معلومات سے بھرپور کتاب۔ اس موضوع پر اب تک کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی، صفحات ۴۰۸ بڑی تقطیع۔

قیمت ۵ﷲ، مجلد ۶ﷲ

بلاذری کی انساب الاشراف

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق

(استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

برسوں سے اس کتاب کو پڑھنے کا شوق تھا۔ یوں تو پرانے مصنفوں کی تالیفوں میں اس کے بہت سے اقتباس موجود ہیں جن کو بغیر اعترافِ ماخذ نقل کر دیا گیا ہے لیکن ایسے مصنف بھی گذرے ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں میں انساب الاشراف کے حوالے دئیے ہیں اور اس کو سراہا ہے، ان میں مسعودی مصنفِ مُروجُ الذّہَب، اِصابہ کے مصنّف ابن حَجَر، وَفَیاتُ الاَعیان کے مصنف ابن خَلّکان اور تاریخِ دِمَشق کے مصنف ابن عساکر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

افسوس ہے کہ یہ قیمتی کتاب اب تک نہیں چھپی اس کا ایک حصہ ۱۸۸۳ء میں المانی مستشرق اہلوارڈ نے غریفسوالڈ میں چھاپا تھا، یہ حصہ عبد الملک بن مروان کی خلافت پر مُشتمل ہے اور اس کا مخطوطہ فاضلِ مذکور کو برلن لائبریری میں ملا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کتاب کا چوتھائی حصہ بشکلِ مخطوطہ پیرس لائبریری میں موجود ہے، لیکن پوری کتاب کا نسخہ صرف استنبول کے کتب خانہ میں پایا جاتا ہے۔ ۱۹۰۲ء میں مستشرقین کی بین الاقوامی کانگریس میں اس کتاب کے مکمل نسخہ کی دریافت کا پہلی بار اعلان ہوا اور اس کو چھاپنے کا منصوبہ بنایا گیا، مختلف دقتوں کی وجہ سے کتاب نہ چھپ سکی۔ پھر برسوں بعد اس کو چھاپنے کی مہم عبرانی یونی ورسٹی فلسطین کے شعبۂ مشرقیات کو سونپی گئی، وہاں ۱۹۳۶ء اور پھر ۱۹۳۸ء میں اس کا کچھ حصہ چوتھی اور پانچویں جلدوں کی شکل میں دو فاضلوں کی محنت سے بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوا۔ میں بہت خوش تھا کہ جلد یہ نفیس کتاب بازار میں آجائے گی۔ لیکن افسوس ہے کہ عبرانی یونی ورسٹی کے کارکن شروع کئے ہوئے کام کو آگے نہ بڑھا سکے، جنگ شروع ہو گئی، پھر

عرب اور اسرائیل کے تعلقات خراب ہو گئے۔

قاہرہ کے دار الکتب نے اس کتاب کا استنبول سے فوٹو لے لیا تھا جو بارہ موٹی جلدوں پر مشتمل ہے، کچھ عرصہ ہوا عرب لیگ (الجامعۃ العربیہ) نے ایک شعبہ احیار مخطوطاتِ عربیہ کے نام سے قائم کیا ہے اور اس کا ارادہ اپنی نگرانی میں کتاب کو چھاپنے کا ہے، دیکھئے یہ تاریخی خزانہ کب ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس کی آٹھ جلدیں عرب لیگ کے شعبۂ مخطوطات میں دار الکتب سے آ گئی ہیں، باقی چار ہنوز دار الکتب میں ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ اس کی دوسری اور تیسری جلدیں تصحیح کے لئے ایڈیٹروں کے پیشِ نظر ہیں[1]۔

کل کتاب دو ہزار چار سو چون ۲۴۵۴ صفحوں پر مشتمل ہے، صفحہ کا پیمانہ اندازاً ۹ × ۴ انچ ہے اور ہر صفحہ پر سینتیس ۳۷ سطریں ہیں، قلم درمیانی، کتابت گنجلک ہے، آخری جلدوں کا فوٹو صاف نہیں ہے، جگہ جگہ لفظ اور حروف مٹ گئے ہیں، یا اُن کی شکل بگڑ گئی ہے۔ کاتب کم سواد تھا، اس لئے کتابت کی غلطیاں زیادہ ہیں۔

بلاذری غالباً دوسری صدی ہجری کے خاتمہ پر پیدا ہوئے اور ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔ بغداد میں رہتے تھے، خلافت عباسی کے مرکزی دفتر میں فارسی سے عربی میں ترجمہ کرتے تھے، ان کا ایک ترجمہ عہد اردشیر آج تک مشہور ہے۔ ترقی کرتے کرتے مُتوکّل باللہ کے مصاحبوں میں ہو گئے، ان کے بعد مُستعین باللہ اور پھر مُعتز باللہ نے انھیں اپنے ندیموں میں رکھا، آخر الذکر نے اپنے لڑکے کی اتالیقی بھی ان کے سپرد کی۔ فارسی اور عربی ثقافت میں رنگے ہوئے تھے، شاعری کا بھی شوق تھا، شعر میں پھبتیاں بڑی سخت کہتے تھے۔ ان کی دو ۲ کتابیں مشہور ہیں اور دونوں تاریخی ہیں، ایک فتوح البلدان اور دوسری انساب الاشراف جس کا نام ابن الندیم نے اپنی فہرست (لیبزگ صفحہ ۱۱۳) میں کتاب الاخبار والانساب دیا ہے جو مضامینِ کتاب کو دیکھتے ہوئے بہت مناسب ہے۔

---

[1] میں رشاد عبد المطلب صاحب انچارج شعبۂ مخطوطات عرب لیگ کا ممنون ہوں جنہوں نے میرے مطالعہ کے لئے یہ دونوں جلدیں اڈیٹروں سے منگوانے کی زحمت فرمائی۔

فتوح البلدان پہلے لکھی، اس کے حوالے انساب میں جگہ جگہ ملتے ہیں۔

بلاذری کو تاریخ واخبار سے خاص دلچسپی تھی، انھوں نے اپنے وقت کے سب سے ممتاز علماء تاریخ کے حلقوں میں شرکت کی تھی جن میں یہ چند نام قابلِ ذکر ہیں:۔ مدائنی، ہشام بن عمار، شیبان بن فروخ، ابوعبیدہ معمر مثنیٰ، ابن المدینی، محمد بن سعد (مصنف طبقات الکبیر) ابوعبید قاسم بن سلام (مصنف کتاب الاموال)، اس کے علاوہ ان کے پاس وہ سارے رسالے اور کتابیں تھیں جو ان کے ہم عصر اور پہلے کے علماء نے تاریخ اور انساب کے موضوع پر تصنیف کی تھیں۔

جن علماء کی کتابوں سے بلاذری نے انساب الاشراف میں مواد لیا ہے اور جو بدقسمتی سے فنا ہوگئیں یا پردۂ غیب میں ہیں، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: عوانہ کلبی متوفی ۱۴۷ھ، ابومخنف ازدی ہشام کلبی متوفی ۲۰۶ھ، واقدی متوفی ۲۰۷ھ، عمر بن شبہ بصری متوفی ۲۶۲ھ، ہیثم بن عدی متوفی ۲۰۷ھ، مدائنی متوفی ۲۱۵ھ، زبیر بن بکار متوفی ۲۵۶ھ۔

بلاذری عباسی حکومت کے سایہ میں پلے بڑھے اور عباسی خلفاء کی سرپرستی میں زندگی بسر کی تاہم ان کی کتاب بنوامیہ کے تعصب سے آلودہ نہیں ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انساب الاشراف میں جتنا تفصیلی ذکر بنوامیہ کا ہے کسی اور کا نہیں ہے اور اس ذکر میں بہت سے نئے نئے حقایق بیان ہوئے ہیں جو دوسری کتابوں میں مفقود ہیں اور جن سے بنوامیہ اور ان کے حاکموں کی سیرت اور سیاست پر تازہ روشنی پڑتی ہے اور وہ غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں یا ان کے دور ہونے کا قرینہ پیدا ہوتا ہے جو دوسری مروجہ تاریخوں کے مطالعہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔

کتاب کی بنیاد خاندانوں پر رکھی گئی ہے جیسے بنو عبد مناف اور بنو عبد شمس، پہلے ان کا نسب بیان ہوتا ہے پھر ان کے جو افراد مشہور و مقتدر ہوئے ان کا ذکر کیا جاتا ہے، ان میں زیادہ تر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سیاسی یا کسی دوسری حیثیت سے شہرت حاصل کرتے ہیں۔ کتاب ربط و نظم سے بہت جگہ محروم ہے، جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ مصنف کو موت یا مرض نے ترتیب درست کرنے کا موقع نہیں دیا، فتوح البلدان میں ایسی بے ربطی نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ بلاذری نے اپنے شیخ ابن سعد کی طبقات کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی تھی، کیوں کہ انساب کا انداز طبقات سے بہت مشابہ ہے۔ جس طرح طبقات منظم و مربوط تاریخ نہیں، اسی طرح انساب بھی نہیں ہے، جس طرح طبقات افراد سے بحث کرتی ہے، اسی طرح انساب بھی کرتی ہے، جس طرح طبقات اسناد کا بلیغ اہتمام کرتی ہے، انساب بھی کرتی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ طبقات کے افراد کی ترتیب طبقوں یا شہروں کی بنیاد پر ہوئی ہے جیسے بدریوں مہاجروں، تابعیوں، کوفیوں، بصریوں اور انساب کے افراد کی ترتیب خاندانوں اور قبیلوں کی بنیاد پر ہوئی ہے جیسے بنو تمیم، قریش، مضر، ہذیل وغیرہ۔

(۲) طبقات کا دائرہ کیا تعداد افراد اور کیا تنوع معلومات کے لحاظ سے انساب کے مقابلہ میں کافی تنگ ہے، اگرچہ طبقات اپنے دائرہ میں بہت مفید کتاب ہے۔

(۳) طبقات میں محدثوں، فقیہوں، اور مفتیوں کا ذکر غالب ہے، انساب میں ارباب سیاست و اقتدار کا۔

(۴) طبقات میں نہ شعر ہے نہ شاعروں کا تذکرہ، انساب میں متعدد نامور شاعروں کے خاکے پیش کئے گئے ہیں اور کئی ہزار اشعار کا قیمتی اور دلچسپ انتخاب جمع کیا گیا ہے۔ یہ اشعار بالعموم کسی سیاسی واقعہ، یا سماجی حادثہ، یا کسی معرکۂ جنگ یا کسی شکست یا فتح کی ترجمانی کرتے ہیں اور ہم عصر تاریخ کو ذہن نشین کرانے میں مدد دیتے ہیں۔ خوارج کی شاعری جتنی آپ انساب میں پائیں گے کسی دوسری تاریخ میں نہ پا سکیں گے۔

کتاب کی صحیح تثمین و تقدیر اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اس کا شروع سے آخر تک اچھی طرح مطالعہ نہ کیا جائے، مجھے افسوس ہے کہ میں مطالعہ کا حق نہیں ادا کر سکا، اگرچہ میں نے کئی ہفتے تین چار گھنٹے یومیہ کے حساب سے اس پر صرف کئے۔ بایں ہمہ کتاب کی چند بنیادی حیثیتیں واضح ہو گئی ہیں: کتاب کا اکثر حصہ مطبوعہ تاریخوں کی معرفت ہم تک پہنچ چکا ہے، کم حصہ اچھوتا اور نیا ہے، لیکن کم ہونے کے باوجود یہ حصہ بہت قیمتی ہے اس کو پڑھ کر اسلام کی تاریخی شخصیات کے بارے میں مسلمہ نظریات و آراء میں ترمیم

واصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔

(۲) کتاب میں خلافت راشدہ اور بنو اُمیہ کی تاریخ کے بہت سے اجمال کی تفصیل موجود ہے۔

(۳) تاریخ کے دھاگے جہاں جہاں ٹوٹ گئے ہیں یا اُلجھ گئے ہیں ان کو جوڑنے اور سلجھانے میں اس کتاب سے مدد ملتی ہے۔

(۴) جن سیرتوں کی تصویر کا ایک رُخ ہم نے دیکھا تھا، ان کی سیرت کے دوسرے رُخ کی جھلکیاں بھی ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔

اس قدر ضخیم ہونے کے باوجود اسلام کے ڈیڑھ سو سال کی تاریخ تک محدود ہے، رسول اللہؐ خلفائے راشدین، بنو اُمیہ اور بنو عباس میں صرف منصور اس کتاب کے ماہتاب و آفتاب ہیں جن کے گرد سینکڑوں سیارے سیاسی، اداری، فقہی اور ادبی شخصیات کی صورت میں گردش کرتے ہیں لیکن ان چاند ستاروں میں سے کسی ایک کے عہد، سیرت اور عمل کی صرف رسول اللہ کو چھوڑ کر، جامع اور مربوط تاریخ نہیں پیش کی گئی ہے بلکہ ان کے حالات زیادہ تر روایتوں، مختصر واقعات اور ارشادات کے ذریعہ بیان کئے گئے ہیں، جن کی سند کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے اور جن کو متعدد مورخوں یا شیوخ تاریخ کی متفقہ سند حاصل ہوتی ہے ان کو ہمارا مصنف "قالوا" کہہ کر پیش کر دیتا ہے۔ یہ چھوٹی بڑی روایتیں ہیں بہت کام کی، کیوں کی ان کی مدد سے تاریخ اور تاریخی اشخاص کی سیرت اور عمل کے وہ گوشے روشن ہو جاتے ہیں جو مبسوط تاریخوں مثلاً طبری کے مطالعہ سے صاف نہیں ہوتے یا ہمیں بالکل نئے انکشاف ملتے ہیں جو ہماری تاریخی معلومات کے مصحف میں انقلاب آفریں باب کی حیثیت رکھتے ہیں، یا ہمیں ایسا مواد ملتا ہے جس کی مدد سے ہم تاریخی اشخاص کی سیرت و عمل کی تصویروں میں ایک نئی رنگینی اور نکھار پیدا کر سکتے ہیں۔

کتاب کے اہم محتویات اور چند نمونے

جلد اوّل صفحہ ۱ تا ۲۰۰

عرب عاربہ کا نسب ـ قحطان، عدنان اور ان کی اولاد کا ذکر ـ عاد اور عمالیق کی بستیوں کی

تحقیق۔ قریش اور اس کے اکابر کا ذکر۔ کعبہ اور اس کے انتظام کا ذکر۔ عبد مناف کا مفصل نسب واقعہ فیل۔ بیئر زمزم کی کھدائی کا قصہ۔ عبد المطلب اور ان کی اولاد کا ذکر۔ رسول اللہ کی ابتدائی زندگی کا ذکر ۶۴ صفحہ تک۔ رسول اللہ کی بعثت۔ ابو جہل کا قصہ۔ ابو لہب بن عبد المطلب کا قصہ۔ ذکر اسود بن یغوث اور حارث بن قیس جو رسول اللہ کو ستاتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے دوسرے بارسوخ قریشیوں کا ذکر۔ امیہ، ابی اور ان جیسے دوسرے لوگوں کا ذکر جو رسول اللہ کی توہین و تکذیب کرتے تھے۔ مستضعفین یعنی ان مسلمانوں کا ذکر جو گوناگوں مجبوریوں سے مکہ نہ چھوڑ سکتے تھے اور قریش کے ظلم سہتے تھے۔ مہاجرین حبشہ۔ معراج کا قصہ۔ ہجرت رسول اللہ۔ قبیلۂ خزرج کے منافقوں اور ان کی شرارتوں کا ذکر۔ قبیلۂ اوس کے منافقوں اور ان کی شرارتوں کا ذکر۔ مدینہ کے ممتاز یہودی۔ رسول اللہ کے غزوات کا تفصیلی ذکر، ۱۲۵ - ۱۷۸ صفحہ تک۔ رسول اللہ کی سراپا کا ذکر۔ رسول اللہ کی صورت اور اخلاق۔ رسول اللہ کی بیگمات کا ذکر۔ اس کے ساتھ پہلی جلد ختم ہو جاتی ہے۔

دوسری جلد ۲۰۱ سے ۴۰۰ صفحہ تک

رسول اللہ کی بیگمات (جاری) اور شادیاں ۲۰۶ سے ۲۱۷ صفحہ تک، رسول اللہ کی اولاد، ۲۱۷ سے ۲۲۵ تک، رسول اللہ کے موالی اور خدمتگار ۲۲۵ - ۲۳۷، یہاں اچانک مغیرہ بن شعبہ اور ان پر الزام زنا کا قصہ آجاتا ہے۔ ابو بکرۃ کا ذکر جنہوں نے مغیرہ پر الزام لگایا تھا۔ رسول اللہ کے لباس کا ذکر۔ ص۲۴۵۔ رسول اللہ کے غلام۔ رسول اللہ کے افسر ص۲۲۵۔ رسول اللہ کے کاتب۔ ان عورتوں کا ذکر جن کا نام فاطمہ اور عاتکہ تھا۔ رسول اللہ کی علالت ۲۶۱ - ۲۷۸)۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابو بکر کی بیعت اور انصار کی شورش کا ذکر۔ زبیر بن عوام اور ان کی اولاد۔ رسول اللہ کے چچا ابو طالب کا مفصل ذکر۔ جعفر اور عبد اللہ بن جعفر۔ عقیل بن ابی طالب (انساب قریش)۔ کوفہ میں حضرت حسین کے سفیر مسلم بن عقیل اور ان کے قتل کا ذکر۔ حضرت علی اور ان کے متعدد خطوط کا ذکر (جو غالباً نہج البلاغہ میں بھی موجود

ہیں) - ۲۱۳ - ۲۳۶)، - حضرت علیؓ کی اولاد - حضرت علیؓ کی بیعت۔ جنگ جمل ۲۴۶ - ۲۶۳)، - جنگ صفین ۲۶۳ - ۲۸۵ - تحکیمین کا قصہ - جنگ نہروان - اس جنگ کے بعد حضرت علیؓ کے حالات کا ذکر - اس کے ساتھ دوسری جلد ختم ہوتی ہے -

ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ جنگ نہروان (۳۸ھ) کے بعد حضرت علیؓ کی فوج میں اچانک بددلی پیدا ہو گئی تھی، تحکیم کے بعد حضرت علیؓ معاویہ سے لڑنے نکلے تھے کہ خوارج سے نمٹنا پڑا - کئی ہزار خارجی مارے گئے، ان میں زیادہ تر کوفہ کے قرآن خوان اور تہجد گذار لوگ تھے خوارج کو ٹھکانے لگانے کے بعد حضرت علیؓ نے فوج سے کہا کہ اب شام کا رُخ کرو جہاں تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے، پر لیڈرانِ فوج نے شام جانے سے انکار کیا اور یہ بہانہ کر کے کوفہ آ گئے کہ ہتیار درست کر لیں اور ہمارے گھوڑے فربہ ہو جائیں تو معاویہ سے لڑنے چلیں گے، لیکن پھر کبھی وہ معاویہ سے لڑنے نہیں گئے، حضرت علیؓ نے ان کو مستعد جنگ کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، بڑی جوشیلی تقریریں کیں، بہلایا، غیرت دلائی - ڈانٹا ڈپٹا، مگر ان کا جمود نہ ٹوٹا - جہاں تک مجھے یاد ہے ہماری مطبوعہ کتابوں میں حضرت علیؓ کے اکابر فوج اور قبائلی لیڈروں کے جمود و نافرمانی کی کوئی معقول توجیہ نہیں ہے، اس سلسلہ میں بڑی سے بڑی وجہ جو مجھے معلوم ہوئی ہے وہ اغانی اور شرح نہج البلاغہ میں مدائنی کی یہ رائے ہے کہ چوں کہ حضرت علیؓ تقسیم خراج میں موالی و غیر موالی یعنی خالص عربوں میں امتیاز نہ کرتے تھے اس لئے کوفہ کے اکابر اُن سے بگڑ گئے تھے، لیکن یہ توجیہ دل کو مطمئن نہیں کرتی، سبب یہ ہے کہ جمود و نافرمانی جنگ نہروان سے شروع ہوئی اور تقسیم خراج میں عدم مساوات اُس وقت سے ہو رہی تھی جب ۳۶ھ میں حضرت علی کوفہ تشریف لائے تھے - اس گتھی کو بلاذری کی ان روایتوں نے سلجھا دیا ہے:-

"تحکیم کے بعد جب اہل شام نے حضرت معاویہ کو خلیفہ بنایا اور ان کو حضرت علی کی نہروان میں خوارج سے جنگ کی خبر ملی تو انھوں نے حضرت علی کے فوجی لیڈروں جیسے اشعث بن قیس سے خط و کتابت کی اور انھیں سبز باغ دکھائے، عزت، دولت اور منزلت کے وعدے کئے، جس

سے وہ حضرت علی سے ٹوٹ کر حضرت معاویہ کی طرف مائل ہوگئے اور حضرت علی کے ساتھ معاویہ سے لڑنے جاتے ہوئے کسمسانے لگے۔ حضرت علی ان سے چلنے کو کہتے پر وہ دھیان نہ دیتے، وہ جہاد کی دعوت دیتے لیکن وہ سنی ان سنی کردیتے، اسی بنا پر معاویہ کہا کرتے: صفین کے بعد علی سے میری لڑائی میں نہ لشکر کی ضرورت پڑی، نہ سامانِ جنگ کی"۔ ... ہشام بن عمار دمشقی ۲/ ۱۰۰ھ

(۲) عقبہ بن ابی معیط کے صاحبزادے عمارہ نے کوفہ سے حضرت معاویہ کو لکھا:۔ "علی کے قرآن خوان اور زہد کیش ساتھیوں نے ان سے بغاوت کی (خوارج کی طرف اشارہ ہے) علی ان سے لڑے اور قتل کر ڈالا (نہروان میں) اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کا لشکر اور اہل کوفہ (جن کے عزیز نہروان میں مارے گئے) ان سے بگڑ بیٹھے ہیں ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی عداوت پیدا ہوگئی ہے اور ان کی یک جہتی پارہ پارہ ہوگئی ہے"۔ ... لوط بن یحییٰ ۲/ ۱۰۰ھ۔

تیسری جلد ۱۰۰ھ - ۶۰۰

حضرت علی کی خلافت میں مصر کے حالات۔ مصر کے گورنر محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ کا ذکر۔ خریت کی بغاوت ۹۰ھ - ۱۲ھ - معاویہ کی طرف سے عبداللہ بن حضرمی کی بصرہ پر چڑھائی۔ معاویہ کی طرف سے حضرت علی کے قلمرو پر دھاوے۔ حضرت علی کی طرف سے معاویہ کی سرحدوں پر چھاپے۔ حضرت علی کے قتل کا ذکر ص ۲۷ھ۔ حضرت حسن کی خلافت اور حضرت معاویہ سے ان کی صلح ۲۷ھ - ۵۹ھ - اس کے بعد یکایک خلیفہ عباسی منصور کی خلافت کا ذکر آجاتا ہے اور اس میں ایک اہم بحث شروع ہوتی ہے یعنی خاندان علی کے دعویداران خلافت سے منصور کے تعلقات اور بنو امیہ کے عہد میں خاندان علی کے سیاسی اکابر کی بغاوتیں ۵۷ھ - ۵۱۸ - حضرت حسین کی مکہ سے روانگی اور جنگ کربلا، ۷۹ھ - ۵۰۲ - زید بن علی بن حسین کے بنو امیہ سے تعلقات اور ان کا قتل ۵۰۲ - ۵۱۲ یحییٰ بن زید بن علی بن حسین کے بنوامیہ سے تعلقات اور ان کا قتل۔ ۵۱۲ - ۵۱۵ ابن الحنفیہ کا ذکر، عباس بن عبدالمطلب اور ان کی اولاد، ان میں عبداللہ بن عباس کا ذکر ۵۲۸ سے ۵۷۰ تک۔ عباسی دعوت کی ابتدا، ترقی اور انتہا، عباسی دعوت کے عجمی کارکنوں کا ذکر۔ تیسری جلد یہاں ختم ہوجاتی ہے۔

خاندانِ علی کے بنو اُمیہ سے تعلقات کے باب میں متعدد قیمتی انکشاف ملتے ہیں، چند نمونے ملاحظہ ہوں :۔

(۱) ۴۱ھ میں حضرت حسن اور معاویہ کے مابین صلح ہوئی اور ۴۹ھ میں حضرت حسن نے وفات پائی ۔ ان نو برس میں وہ برابر بیمار رہے ۔ ان کی موت اور مرض کے بارے میں بلاذری لکھتے ہیں : بہت سے ثقہ مورخ کہتے ہیں کہ عراق سے مدینہ آنے کے بعد حضرت حسن کا مرض طول پکڑتا گیا۔ اطبا کی رائے تھی کہ انھیں سِل یا پُرانا بخار ہو گیا ہے، اس مرض میں انھوں نے شہد کا شربت پیا جس سے انتقال ہو گیا۔

قول ضعیف کے طور پر بلاذری نے وہ روایت بھی نقل کی ہے جس میں ہے کہ معاویہ نے حضرت حسن کی ایک بیوی سے ساز باز کر کے زہر دلوا دیا تھا۔

(۲) مدینہ کے گورنر مروان نے معاویہ کو خبر دی کہ حضرت حسین کوئی سیاسی انقلاب برپا کرنے والے ہیں کیوں کہ لوگ ان کے پاس بہت آ جا رہے ہیں۔ معاویہ نے مروان کو لکھا: "جب تک حسین حکومت کے خلاف کوئی عملی قدم نہ اُٹھائیں ان سے تعرض نہ کیا جائے"۔ ساتھ ہی انھوں نے حضرت حسین کو یہ خط بھیجا: ۔ "تمھارے بارے میں مجھے ایسی خبریں ملی ہیں جو اگر صحیح ہوں تو کچھ بعید نہیں، کیوں کہ میں نہیں سمجھتا کہ تم خلافت کے لئے جدوجہد کی خواہش چھوڑ چکے ہو اور اگر یہ خبریں غلط ہیں تو تم بڑے ہی خوش نصیب ہو ...... کوئی ایسا کام نہ کرو کہ میں تم سے دوستی اور مودت کے تعلقات توڑنے پر مجبور ہوں اور بدسلوکی سے پیش آؤں، کیوں کہ تم اگر کوئی غلط قدم اُٹھاؤ گے تو میں بھی اُٹھاؤں گا، اگر میرے ساتھ چال چلو گے تو میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گا۔ حسین خدا سے ڈرتے رہو، مسلمانوں میں پھوٹ نہ ڈالو، ان کو خانہ جنگی کی طرف نہ دھکیلو"۔ مورخ کہتے ہیں کہ حضرت حسین نے اس خط کا سخت جواب دیا پہلے زیاد کے شیعوں سے تشدد اور حجر بن عدی کے قتل پر معاویہ کو ملامت کی اس کے بعد لکھا: "خدا نے تم پر یہ مصیبت ڈالی ہے کہ جب سے پیدا ہوئے "صالحین" کے ساتھ چالیں چلتے رہے ہو، جتنا جی چاہے مجھ سے بھی چالیں چل لو! خط کے خاتمہ پر والسلام علیک کی جگہ

یہ الفاظ تھے: والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ جو غیر مسلموں کو لکھے جاتے ہیں۔ جب حضرت معاویہ نے اپنے مشیروں سے اس خط کی شکایت کی تو انھوں نے کہا آپ بھی ایسا ہی ترش خط لکھئے جس میں حضرت حسین اور علی کی توہین ہو۔ معاویہ نے کہا: اگر میں ان کے والد کی شان میں بُرا کلمہ لکھوں گا تو یہ جھوٹ ہوگا اور پھر میرے شایان شان کہاں کہ لوگوں کی خواہ مخواہ عیب جوئی کیا کروں۔ میں حسین کی بھی برائی نہیں کروں گا، میری رائے تھی کہ دھمکیوں سے بھر لخطان کو لکھوں، پھر یہ خیال بھی چھوڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت حسین کے اس درشت مراسلہ کے بعد بھی معاویہ کے طرز عمل میں کوئی فرق نہ آیا، وہ بدستور حضرت حسین کو وہ سارے نذرانے اور تحفے بھیجتے رہے جو پہلے بھیجا کرتے تھے۔ ہر سال دس لاکھ درہم (تقریباً پانچ لاکھ روپئے) اور ہر قسم کا دوسرا سامان۔

(۳) یزید کے آزاد کردہ غلام (مولیٰ) نے بیان کیا کہ جب حضرت حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگا اور غصہ میں آکر کہا: خدا غارت کرے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) کو، اگر وہ حسین کا رشتہ دار ہوتا تو کبھی یہ سلوک نہ کرتا۔" اخبار الطوال میں بھی اس سے ملتا جلتا مضمون موجود ہے۔

(۴) "علماء تاریخ کہتے ہیں کہ جب معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی تو ابن الحنفیہ نے خوشی خوشی بیعت کرلی، اس وجہ سے معاویہ ان کے بہت ممنون تھے اور ان کو نذرانے دیا کرتے تھے، اور کہتے کہ سارے قریش میں محمد بن علی (یعنی ابن الحنفیۃ) سے زیادہ بردبار، زیادہ عالم، زیادہ سنجیدہ مزاج، اور غرور طیش اور آلودگی سے زیادہ پاک۔ صاف کوئی دوسرا شخص نہیں ہے ...... یزید بھی ابن الحنفیہ کی اس ادا کی قدر کرتا تھا کہ انھوں نے بطیب خاطر اس کی بیعت کرلی تھی۔ معاویہ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تب بھی اس نے ابن الحنفیہ کی طرف سے کوئی بُری بات نہیں سُنی اور ان کو اپنی بیعت پر قائم اور اپنے عہد وفاداری پر ثابت قدم پایا۔ وہ ابن الحنفیہ کا پہلے سے زیادہ مداح ہوگیا اور ان کے ساتھ زیادہ لطف ومحبت سے پیش آنے لگا، جب حضرت حسین کربلا میں قتل کئے گئے اور ابن الزبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا تو یزید نے ابن الحنفیہ کو لکھا کہ میں

تم سے ملنے کا مشتاق ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم یہاں آکر مجھ سے ملاقات کرو۔ ابن الحنفیہ کے صاحبزادے عبداللہ کو اس دعوت کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: اباجی آپ یزید کے پاس نہ جایئے گا، مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔" پر ابن الحنفیہ نے صاحبزادے کی بات نہ مانی اور یزید سے ملنے دمشق چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو یزید نے ان کے لئے رہائش کا خاص انتظام کیا اور ایک معزز مہمان کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب ان کے لئے فراہم کیں۔ پھر ابن الحنفیہ کو ملاقات کے لئے بلایا اور اپنے بالکل پاس بٹھا کر ان سے کہا: حسین کی موت پر خدا مجھے اور تمھیں اجر خیر عطا کرے، بخدا حسین کا نقصان جتنا بھاری تمھارے لئے ہے اتنا ہی میرے لئے بھی ہے اور ان کی موت سے جتنی اذیت تمھیں ہوئی اتنی ہی مجھے بھی ہوئی ہے، اگر ان کا معاملہ میرے سپرد ہوتا اور میں دیکھتا کہ ان کی موت کو اپنی انگلیاں کاٹ کر یا اپنی آنکھیں دے کر ٹال سکتا ہوں تو بلا مبالغہ دونوں ان کے لئے قربان کر دیتا گو کہ انھوں نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی اور خونی رشتہ کو ٹھکرا دیا تھا۔ تم کو ضرور معلوم ہوگا کہ ہم پبلک میں حسین کی عیب جوئی کرتے ہیں، بخدا یہ اس لئے نہیں کہ عوام میں خاندانِ علی کو عزت و حرمت حاصل نہ ہو، بلکہ اس سے ہم لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حکومت و خلافت میں ہم کسی حریف کو برداشت نہیں کر سکتے یہ باتیں سُن کر ابن الحنفیہ نے کہا: خدا تمھارا بھلا کرے، اور حسین پر رحم فرمائے اور ان کے گناہ معاف کرے، یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ہمارا نقصان تمھارا نقصان اور ہماری محرومی تمھاری محرومی ہے، حسین اس بات کے مستحق نہیں کہ تم ان کو بُرا بھلا کہو اور برملا ان کی مذمت کرو۔ امیر المؤمنین میں درخواست کرتا ہوں کہ حسین کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہئے جو مجھے ناگوار ہو۔ یزید: میرے بچیرے بھائی، میں حسین کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہوں گا جس سے تمھارا دل دکھے۔" اس کے بعد یزید نے ابن الحنفیہ سے پوچھا کہ تم مقروض تو نہیں انھوں نے کہا نہیں۔ یزید نے اپنے لڑکے خالد کو بلایا اور کہا: بیٹے تمھارے یہ چچا دھوکہ، سفلہ پن، اور جھوٹ سے بالکل پاک ہیں، اگر ان لوگوں سے پوچھتا تم مقروض تو نہیں، تو ضرور کہتے ہم اتنے اتنے مقروض ہیں۔" اس کے بعد یزید نے ابن الحنفیہ کو تین لاکھ درہم کا نذرانہ پیش کیا جو انھوں نے لے لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھیں پانچ لاکھ درہم نقد دئے اور

ایک لاکھ کا سامان یزید ابن الحنفیہ کے سامنے تصنع سے پیش آتا تھا اور ان سے قرآن و فقہ کے متعلق سوالات پوچھتا تھا۔ جب ابن الحنفیہ الوداعی ملاقات کے لئے آئے تو یزید نے کہا: ابو القاسم اگر تم نے میری کوئی بات ناپسند کی ہو تو بتاؤ میں اسے چھوڑ دوں گا، اور تمھارے کہے پر عمل کروں گا۔" ابن الحنفیہ نے کہا: بخدا اگر میں نے کوئی برائی دیکھی ہوتی تو بھلا بے ٹوکے کب رہتا، یقیناً تمھاری توجہ اس کی طرف مبذول کرتا، کیوں کہ خدا نے اہل علم پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ لوگوں کو ان کی برائیوں پر متنبہ کریں اور چشم پوشی سے کام نہ لیں، میں نے تو تم میں سب اچھی ہی باتیں دیکھی ہیں۔" اس کے بعد ابن الحنفیہ رخصت ہو کر مدینہ چلے گئے۔

جب مدینہ والوں نے یزید سے بغاوت کی اور اس کی بیعت توڑ کر ابن الزبیر کی طرف مائل ہو گئے اور ان کی سرکوبی کے لئے مسلم بن عقبہ شام سے فوج لے کر آیا تو عبداللہ بن عمر(؟)، اور عبداللہ بن مطیع اکابر قریش و انصار کا ایک وفد لے کر ابن الحنفیہ کے پاس آئے اور کہا یزید کی بیعت توڑ کر ہمارے ساتھ اس سے لڑنے نکلو، ابن الحنفیہ نے کہا: "یزید سے کیوں لڑوں اور اس کی بیعت کس لئے توڑوں؟" ارکانِ وفد: اس لئے کہ وہ کافروں کے سے کام کرتا ہے، فاجر ہے، شراب پیتا ہے اور دین سے خارج ہو گیا ہے۔" ابن الحنفیہ نے کہا: خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم میں سے کسی نے اس کو یہ کام کرتے دیکھا ہے۔ میں اس کے ساتھ تم سے زیادہ رہا ہوں مگر میں نے تو اس کو کوئی برا کام کرتے نہیں دیکھا۔" وفد نے کہا: تو کیا وہ تمھارے سامنے برے کام کرتا؟" ابن الحنفیہ: تو کیا تم کو اس نے اپنے کرتوتوں سے باخبر کر دیا تھا؟ اگر اس نے یہ برائیاں تمہارے سامنے کی تھیں تو اس کے معنی ہوئے کہ تم بھی ان میں شریک تھے اور اگر تمھارے سامنے نہیں کیں تو تم ایسی بات کہہ رہے ہو جس کا تمھیں علم نہیں ہے۔" یہ سن کر ارکانِ وفد ڈرے کہ کہیں ابن الحنفیہ کے عدم تعاون سے لوگ یزید کے خلاف شریک جنگ ہونے سے انکار نہ کر دیں، اس لئے انھوں نے کہا: اچھا ہم تمھاری بیعت کرتے ہیں اور تمھیں خلیفہ بنانے کو تیار ہیں اگر تم ابن الزبیر کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہو۔ ابن الحنفیہ: میں تو لڑوں گا نہیں، نہ اپنی خلافت کے لئے نہ کسی اور کی۔ "لَسْتُ قَاتِلُ تَابِعًا وَلَا مَتْبُوعًا"

چوتھی جلد ۶۰۱ - ۸۰۰

مُسلم بن قُتیبہ - ابوجعفر منصور - ابوسلم خراسانی - ابن المُقفّع - ابن ہرمہ - عمرو بن ھُبید معن بن زائدہ - ابو ایوب مُوریانی - سوّار بن عبداللہ قاضی بصرہ - حمزہ بن عبدالمطلب - عبدالمطلب کا نسب - عبدشمس کا نسب - معاویہ بن ابی سفیان، ۶۹۵ - ۷۶۲، معاویہ کے زمانہ میں خوارج کا ذکر ۷۶۲ - ۷۷۴، زیاد بن ابی سفیان ۷۷۴ - ۸۰۰، یہاں چوتھی جلد ختم ہوتی ہے۔

پانچویں جلد ۸۰۱ - ۱۰۰۰

زیاد کا ذکر جاری ۸۱۷ تک - معاویہ کی اولاد - ان میں یزید بن معاویہ کے حالات ۸۱۸ - ۸۲۷، عبداللہ بن زُبیر - جنگ حَرّہ - حصار مکہ - یزید کی اولاد - زیاد بن ابی سفیان کی اولاد ۸۶۱ - ۸۶۳، عبیداللہ بن زیاد اور اس کی اولاد - سفیان بن اُمیہ کی اولاد - سعید بن عاص کی اولاد - عمرو بن سعید بن عاص کا قتل - [تیسرے خلیفہ عثمان بن عفانؓ کے حالات ۹۱۸ - ۹۷۸ تک - حضرت عثمانؓ کی اولاد] یہاں پانچویں جلد ختم ہوتی ہے۔

چھٹی جلد ۱۰۰۱ - ۱۱۹۶

[نُعمان بن بشیر کا قتل - رَبذہ کی جنگ - حکم بن عاص کی اولاد - مروان بن حکم اور ان کی اولاد - خلافت مروان میں عبداللہ بن زبیر کے حالات ۱۰۲۵ - ۱۰۳۵، توّابین کے حالات - مختار بن ابی عُبید ثقفی کے حالات ۱۰۴۰ - ۱۰۸۵، زُفر بن حارث کلابی - مُصعب بن زبیر (گورنر عراق) اور اس کا قتل - عبدالملک بن مروان کی خلافت میں عبداللہ بن زُبیر کے حالات ۱۱۲۴ - ۱۱۲۹] خلافت یزید سے لے کر خلافت عبدالملک تک خوارج کے حالات - عبدالملک بن مروان ۱۱۵۹ - ۱۱۸۷، ولید بن عبدالملک سلیمان بن عبدالملک ۱۱۸۷ - ۱۱۹۶ - یہاں چھٹی جلد ختم ہوجاتی ہے۔

ساتویں جلد ۱ - ۲۱۰

عبدالملک کے عہد میں اُستقایا ذکی جنگ اور حجاج بن یوسف کا تقرر بحیثیت گورنر بصرہ

خط کشیدہ حصے عبرانی یونی ورسٹی کی نشر کردہ چوتھی جلد (قسم ثانی) میں موجود ہیں (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

۱ - ۶۰، عبدالملک کے عہد میں خوارج ۶۰ - ۱۰۵، ولید بن عبدالملک - ولید کے زمانہ میں خوارج ۱۰۵ - ۱۱۸، سُلیمان بن عبدالملک ۱۱۹ - ۱۲۷، سلیمان کے زمانہ میں خوارج ۱۲۷ - ۱۲۸، عبدالعزیز بن مَروان ۱۲۸، عمر بن عبدالعزیز ۱۲۹ - ۱۶۵، عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں خوارج ۱۶۵ - ۱۶۹، عمر بن عبدالعزیز کی اولاد - یزید بن عبدالملک ۱۷۹ - ۱۸۹، یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں عمر بن ہبیرہ کے حالات -

آٹھویں جلد ۲۱۱ - ۴۲۹

یزید بن مُہلّب ۱۹۵ - ۲۲۰، مُہلّب کی قندابیل میں مہم ۲۲۰ - ۲۲۸، یزید بن عبدالملک کی اولاد - یزید بن عبدالملک کے عہد میں خوارج - مَسلمہ بن عبدالملک ۲۲۲ - ۲۲۴، مَسلمہ کی اولاد - ہشام بن عبدالملک ۲۲۵ - ہشام کی اولاد - ہشام کے عہد میں خوارج ۲۶۱ - ۲۶۶، ہشام کے زمانہ میں عراق کے گورنر - خالد بن عبداللہ قسری - بلال بن ابی بُردہ - یوسف بن عمر - ابو عاج سُلمی ۲۶۶ - ۳۰۹، ولید بن یزید ۳۰۹ - ۳۲۷، یزید بن ولید ۳۲۷ - ۳۴۱، ابراہیم بن ولید - محمد بن مَروان اوران کی اولاد - مروان بن محمد بن مروان اوران کی اولاد - سُلیمان بن ہشام بن عبدالملک - مروان بن محمد کے عہد میں خوارج ۳۵۹، مشہور لڑائیاں (جنگ قُدید، جنگ وادی القُریٰ وغیرہ) مروان بن محمد کا قتل ۳۸۵ - ۳۹۰، مَروان بن محمد کے بیٹے - عمرو بن اُمیّہ کی اولاد - ربیعہ بن عبد شمس کی اولاد - عبدالعُزّیٰ بن عبد شمس کی اولاد - عبدالمطلب بن عبد مناف کی اولاد - قُصیّ بن کلاب کی اولاد - عبدالدار کی اولاد - یہاں آٹھویں جلد ختم ہوتی ہے -

نویں جلد ۴۲۲ - ۶۳۱

قُصیّ کی اولاد کا ذکر - زہر کی اولاد - عبد مناف کی اولاد - ان میں سعد بن ابی وقاص کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مابین القوسین حصّہ عبرانی یونی ورسٹی کی نشر کردہ پانچویں جلد میں موجود ہے - خط کشیدہ حصّے مستشرق المانی الہوارڈ کی نشر کردہ کتاب میں موجود ہیں - یہ کتاب پتھر کے چھاپہ پر ۱۸۸۳ء میں طبع ہوئی تھی -